Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 38, Sr.No.108, 2017 pp 89 - 106

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۸، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۷ء، شمارہ ۱۰۸

قرآن کا نظریہ معنوی عذاب۔ قلب وسماعت پر مُہر تنقیدی جائزہ

محمد ارشد☆

Abstract:

Allah revealed the Holy Quran to provide guidance to men. He describes all the necessary details of this guidance in the Holy Quran. This guidance is also called the Sirat-e-Mustaqeem. Allah has promised success in this world and the world hereafter for those who will travel on this Sirat-e-Mustaqeem, and those who go astray or leave this Holy path will have to face disgrace and failure in this world and the world hereafter.

Allah makes the lives of believers holy likewise He makes the lives of those who go astray difficult, full of Allah's wrath and punishment. This Allah's wrath may be a complete seal/mark of disobedience on thier heart and hearing.

In this article under consideration there is a detailed discussion about the nature of this seal. Consequent upon this seal a man commits"kufr" or his perpetual insisiting on "kufr" becomes the cause of this seal of disobedience on his heart.

In this article all causes of this seal of disobedience are discussed in detail in the light of the verses of Holy Quran, so that man may avoid such causes and seek Sirat-e-Mustaqeem and become successful in this world and the world hereafter.

دنیا میں بھیجے جانے والے پہلے انسان حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا تا کہ انسان کو دنیا میں قیام کے پہلے دن سے ہی ہدایت ربانی میسر آ سکے۔ انبیاء علیہم السلام کی شکل میں ہدایت کا یہ سلسلہ ہمیشہ

☆ ریسرچ سکالر پی ایچ۔ڈی نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

جاری وساری رہا اور اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں اپنے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولکل قوم هاد (1)

ترجمہ: اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو شرک و بت پرستی اور معصیت سے روکا۔ جن افراد نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا وآخرت میں کامیابی کی بشارتیں دیں جب کہ شرک اور معصیت پر مسلسل اصرار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب میں مبتلا کیا ۔ یہ عذاب معنوی بھی تھا اور حسی بھی..........عذاب کی دونوں صورتوں کو قرآن حکیم میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ معنوی عذاب کی متعدد صورتوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسباب بھی بالتفصیل بیان کیے ہیں تا کہ قاری قرآن انہیں پڑھ کر عبرت حاصل کرے، اپنے اعمال کی اصلاح کرے اور ان عذابوں سے محفوظ و مامون رہ سکے۔ معنوی عذاب کی بہت سی صورتوں میں سے ایک قلب وسماعت پر مُہر اور آنکھوں پر پردہ بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔

ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم و على ابصارهم غشاوة (2)

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑ گیا) ہے۔

درج بالا آیت کو پڑھ کر ذہن میں متعدد سوالات جنم لیتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ مُہر سے کیا مراد ہے؟

۲۔ مُہر کیوں لگائی جاتی ہے؟

۳۔ مُہر حسی طور لگائی جاتی ہے یا معنوی طور پر؟

۴۔ انسان کا کفر مُہر کا نتیجہ ہوتا ہے یا شرک ومعصیت پر مسلسل اصرار کی وجہ سے سزا کے طور پر مُہر لگائی جاتی ہے؟

۵۔ مُہر لگنے کے مختلف اسباب کیا ہیں؟

درج بالا تمام سوالات اہم ہیں اور ان کے مدلل ومفصل جوابات قاری کی تشفی اور علم میں اضافے کا باعث ہوں گے، لہٰذا زیرِ نظر مضمون میں انہی سوالات کا جواب دیا گیا ہے۔

1:۔قلب وسماعت پرمُہر اور آنکھوں پر پردہ:

قرآن مجید میں بعض انسانوں کے قلوب وسماعت پرمُہر پر پردے کا ذکر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم و علی ابصارهم غشاوة(3)

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پرمُہر لگادی ہے اوران کی آنکھوں پر پردہ (پڑ گیا) ہے۔

درج بالا آیت میں قلوب وسماعت پرمُہر کے لیے" ختم" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔قرآن حکیم میں " ختم" کے قریب المعنی الفاظ "الطبع"، "الکنان"، "الرین علی القلب"، "الوقر فی الآذان" اور " الغشاوۃ علی البصر " استعمال ہوئے ہیں۔ختم کا معنی مہُر لگانا اورکسی شے کو ڈھانپ ہے۔طبع ، رین غشاوۃ اور اکنۃ کا بھی یہی معنی ہے اور وقر کانوں کے اس بوجھ کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے سننے میں دشواری ہوتی ہے یعنی اس میں بھی ڈھانپنے کا مفہوم پایا جاتا ہے ابن منظور لکھتے ہیں:

فمعنی ختم طبع علی قلوبهم بکفرهم(4)

ترجمہ: ختم کا معنی کفر کی وجہ سے دل پرمُہر لگا دینا ہے۔

فراھیدی لکھتے ہیں:

الرین الطبع علی القلب(5)

ترجمہ: رِین کا معنی دل پرمہر ہے

الغشاوة ما غشی القلب(6)

ترجمہ: غشاوۃ اس چیز کو کہتے ہیں جو دل کو ڈھانپ لیتی ہے۔

وقر :الوقر :ثقل فی الاذن(7)

ترجمہ: وقت کا معنی کانوں کی گرانباری ہے۔

امام راغب لکھتے ہیں:

والغشاوة ما یغشی به الشیء(8)

ترجمہ: غشاوۃ اس شے کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو ڈھانپا جاتا ہے۔

الجوہری لکھتے ہیں:

والکنان الغطاء الذی یکن فیه الشیء والجمع الاکنة(9)

ترجمہ: اور کنان اس پردے کو کہتے ہیں جس سے چیزوں کو ڈھانپا جاتا ہے اس کی جمع اکنۃ آتی ہے۔

کفار کا کفر، اللہ تعالیٰ کی جانب سے لگائی جانے والی مُہر کا نتیجہ یا کفار کے مسلسل کفر اور پیہم تکذیب کی سزا؟

مبحث اول کے عنوان" قلب وسماعت پر مُہر اور آنکھوں پر پردہ "سے متعلق آیات پڑھ کر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کفار کا کفر اللہ کی جانب سے لگائی جانے والی مُہر کا نتیجہ ہے یا کفار کے مسلسل کفر اور پیہم تکذیب کی سزا ہے؟

قرآن حکیم میں کفار و مشرکین اور منافقین کے قلوب وسماعت پر مُہر اور بصارت پر پردہ ڈلنے کے اسباب بھی ذکر کیے گئے ہیں مگر بعض آیات میں بغیر سبب کے بھی مُہر لگانے کا ذکر ملتا ہے۔ جیسے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 7 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم و على ابصارهم غشاوة(10)

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑ گیا) ہے۔

آیت کا ظاہری معنی دیکھتے ہوئے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر دلوں اور سماعتوں پر مُہر اللہ ہی نے لگادی ہے کہ دل حق بات سمجھ ہی نہیں سکتے اور کان حق بات سن ہی نہیں سکتے اور آنکھوں پر پردہ اللہ تعالیٰ ہی نے ڈال کیا ہے کہ آنکھیں حقیقت کو پہچان ہی نہیں سکتیں تو پھر ایمان قبول نہ کرنے پر کفار سے مؤاخذہ کیوں ہوگا؟ اور انہیں بروز قیامت دائمی عذاب کیوں دیا جائے گا؟ درج بالا سوال بظاہر وزنی معلوم ہوتا ہے لیکن دیگر آیات کے مفہوم کو سمجھ کر اس اشکال کو بآسانی رفع کیا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُہر لگانے کا عمل کفار کے حق سے مسلسل انکار اور کفر پر دائماً اصرار کے بعد، بطور سزا لاگو ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

جب کفار نے اپنے آباء کی اندھی تقلید کو ہی اپنا شعار بنالیا اور کفر و معصیت سے ان کی محبت انتہاء درجے کو پہنچ گئی، نیز قبولِ اسلام کو وہ حد درجہ معیوب جاننے لگے اور دینِ اسلام کے دلائل میں غور وفکر کرنے کے بجائے طعن و تشنیع اور اسلام دشمنی کو اختیار کرلیا اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی روش کو ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ضد اور ہٹ دھرمی کی سزا کے طور پر ان کے قلوب کو ایسا کر دیا کہ وہ حق قبول کرنے کے قابل نہ رہے اور کان، حق بات سننے سے عاجز ہوگئے، اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے دلوں اور کانوں پر مُہر لگانے سے تعبیر فرمایا نیز انسان کی آنکھ جس صلاحیت سے توحید کی نشانیوں کو دیکھتی اور پہچانتی ہے ان سے وہ صلاحیت صلب کر لی اور اس کو آنکھوں کے پردے سے تعبیر فرمایا وگرنہ حسی طور پر نہ تو ان کے کانوں اور دلوں پر کوئی مُہر موجود تھی اور

نہ ہی ان کی بصارتوں پر کوئی پردہ تھا، پس قلوب وسماعت پر مُہر اور آنکھوں پر پردہ کفار کی اپنی بداعمالیوں اور کفر پر اصرار کی سزا کے طور پر ڈالا جاتا ہے۔اس کی دلیل درج ذیل آیات ہیں:

فبما نقضهم ميثاقهم و كفرهم بايات الله و قتلهم الانبياء بغير حق و قولهم قلوبنا غلف بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون الا قليلاo(11)

ترجمہ: پس (انہیں جو سزائیں ملیں وہ) ان کی اپنی عہد شکنی پر اور آیاتِ الٰہی سے انکار (کے سبب) اور انبیاء کو ان کے ناحق قتل کر ڈالنے (کے باعث)، نیز ان کی اس بات (کے سبب) سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف (چڑھے ہوئے) ہیں، (حقیقت میں ایسا نہ تھا)، بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے باعث ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے، سو وہ چند ایک کے سوا ایمان نہیں لائیں گے۔

ذلک بانهم آمنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهونo(12)

ترجمہ: یہ اس وجہ سے کہ وہ (زبان سے) ایمان لائے پھر (دل سے) کافر رہے تو ان کے دلوں پر مُہر لگادی گئی سو وہ (کچھ) نہیں سمجھتے۔

ولو علم الله فيهم خيرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولوا و هم معرضونo(13)

ترجمہ: اور اگر اللہ ان میں کچھ بھی خیر (کی طرف رغبت) جانتا تو انہیں (ضرور) سنا دیتا، اور (ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر وہ انہیں (حق) سنا دے تو وہ (پھر بھی) روگردانی کر لیں اور وہ (حق سے) گریز ہی کرنے والے ہیں۔

كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبونo(14)

ترجمہ: ہرگز نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر اعمال (بد) کا زنگ چڑھ گیا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے (اس لیے آیتیں ان کے دل پر اثر نہیں کرتی)۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عن ابى هريرة ان رسول الله ﷺ قال ان المؤمن اذا اذنب كانت نكتة سوداء فى قلبه فان تاب و نزع و استغفر صقل قلبه فان زاد زادت فذالک الران الذى ذكره الله فى كتابه كلا بل ران على قلوبهم ما كانو يكسبونo(15)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا! جب مؤمن کوئی گناہ

کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے، پس اگر وہ توبہ کرے، اس گناہ سے باز آ جائے اور استغفار کرلے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ مزید گناہ کرے تو وہ سیاہ نشان زیادہ ہو جاتے ہیں، اور یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے:

کلا بل ران علی قلوبهم ما کانو یکسبونo

درج بالا حدیث میں مؤمن کے گناہ کا نتیجہ ذکر کیا گیا ہے کہ گناہ کے سبب سے دل پر سیاہ نشان پڑ جاتا ہے اور مزید گناہوں پر اصرار اور توبہ نہ کرنے کی وجہ سے وہی نشان سارے دل کو ملفوف کر لیتے ہیں جسے قرآن حکیم میں "ران" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے **ما کانو یکسبونo** یعنی دلوں کا یہ زنگ اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔

جب بندہ مؤمن کے گناہوں کا نتیجہ دل پر زنگ کی صورت میں نمودار ہوتا ہے تو قرآن حکیم شرک کو ظلمِ عظیم قرار دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

ان الشرک لظلم عظیمo (17)

ترجمہ: بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

پس اس ظلم عظیم یعنی شرک کے نتیجے کے طور پر دل پر زنگ بھی لگتا ہے، قلب وسماعت پر مُہر بھی لگا دی جاتی ہے اور بصارت پر پردہ بھی ڈال دیا جاتا ہے۔

قلب وسماعت پر مُہر اور آنکھوں پر پردہ کفار کے کفر پر مسلسل اصرار اور اُن کی انبیاء کرام کی تکذیب کی سزا کے طور پر ڈالا جاتا ہے اس جواب کی تائید مفسرین کی درج ذیل عبارات سے بھی ہوتی ہے:

(i) امام طبری لکھتے ہیں:

فاخبر ﷺ ان الذنوب اذا تتابعت علی القلوب اغلقتها و اذا اغلقتها اتاها حینئذ الختم من قبل الله عز و جل والطبع، فلا یکون للایمان الیها مسلک ولا للکفر منها مخلص فذلک هو الطبع(18)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ گناہوں کی کثرت دل کو (سیاہی سے) ڈھانپ لیتی ہے اور جب دل ملفوف ہو جاتا ہے تو اللہ ایسے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ پھر اللہ ایسے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ پھر وہ دل ایمان کی راہ نہیں پاتا اور کفر سے چھٹکارا نہیں حاصل کرتا اور یہی طبع یعنی مُہر ہے۔

(ii) امام کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

انه تعالیٰ انما ختم علی قلوبهم و حال بینهم و بین الهدی جزاء وفاقا علی تماديهم فی الباطل و ترکهم الحق(19)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق کو مسلسل ترک کرنے اور کفر کو اختیار کرنے کی سزا کے طور پر ان کے دلوں پر مُہر لگادی اور وہ کفار اور ہدایت کے درمیان حائل ہوگیا۔

(iii) امام ابوالسعود لکھتے ہیں:

ختم الله عليها بسبب کفرهم(20)

ترجمہ: اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے (دلوں پر) مُہر لگادی۔

(iv) امام رازی لکھتے ہیں:

الطبع عبارة عن بلوغ القلب فی المیل فی الکفر الی الحد الذی کأنه مات عن الایمان(21)

ترجمہ: مُہر لگانے کا مطلب یہ ہے کہ دل کفر کی طرف اس قدر مائل ہو چکا ہے کہ گویا اب وہ ایمان کے لیے مُردہ ہے۔

(v) امام آلوسی لکھتے ہیں:

لیس عدم وصول الحق الی قلوبکم لکونها فی اکنةو حجب خلقية کما زعمتم بل لان الله تعالیٰ ختم علیها بسبب کفرکم الکسبی(22)

ترجمہ: تمہارے (کفار کے) دلوں کا حق کی طرف راغب نہ ہونا اس لیے نہیں ہے کہ ان پر مُہر ہے اور تمہارے گمان کے مطابق یہ پیدائشی پردے میں ہیں بلکہ اللہ نے تمہارے اختیار کردہ کفر کی وجہ سے دلوں پر مہر لگادی ہے۔

(vi) امام بغوSی لکھتے ہیں:

(فطبع علی قلوبهم) بالکفر(23)

ترجمہ: پس ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مُہر لگادی گئی۔

<u>پس قلب وسماعت پر مُہر انسان کی اپنی بداعمالیوں کی سزا کے طور پر لگائی جاتی ہے۔</u>

" قلب وسماعت پر مُہر اور بصارت پر پردہ ڈالنے کے اسباب:

1: اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدونo(24)

ترجمہ: اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں۔

لیکن بہت سے لوگ دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اللہ کو بھول جاتے ہیں، نفسانی خواہشات کی اتباع میں حلال وحرام کی تمیز بھی کھو دیتے ہیں اور آخرت سے بے پرواہ ہو کر دنیا ہی کو مستقل ٹھکانہ تصور کر کے اسی کے ہو کر رہ جاتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی سے منہ موڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں اپنا خالق و مالک اور رازق ومستعانِ حقیقی سمجھ لیتے ہیں۔خواہشاتِ نفسانی کی ایسی پیروی کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ ان کے قلب وسماعت پر مہر اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

افر ء یت من اتخذ الهه هواه و اضله الله علی علم و ختم علی سمعه و قلبه و جعل علی بصره غشاوة فمن یهدیه من بعد الله افلا تذکرونo(25)

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ ٹھہرا دیا ہے اور اس کے کان اور اس کے دل پر مُہر لگا دی ہے
اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے، پھر اُسے اللہ کے بعد کون ہدایت کر سکتا ہے، سو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی بندگی کا تقاضا یہ ہے تمام امور میں اس کی اطاعت کی جائیلیکن جب انسانسب کچھ جاننے کے باوجود اس خواہشات کو اپنا معبود بنا رہا ہے جو کہ قلب وسماعت پر مُہر اور انکھوں پر پردے کا باعث بنتی ہیں ایسے ہی کوئی نفسانی خواہشات کی اکے احکامات سے روگردانی کرتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی کی ناجائز پیروی کرتا ہے تو گویا وہ ان غلط خواہشات کو اپنا معبود بنا رہا ہے جو کہ قلب وسماعت پر مہر اور آنکھوں پر پردے کا باعث بنتی ہیں۔ایسے ہی کوئی نفسانی خواہشات کی اتباع کرتے ہوئے حضرت عزیزؑ یا حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتا ہے اور کوئی سورج، چاند، ستارے، آگ یا بتوں کی پرستش کرتا ہے تو ان تمام لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے کہ انہیں اس قدر شنیع افعال بھی برے

نہیں لگتے اور خواہشات نفسانی کی اتباع کرتے ہوئے ہدایت ربانی کو ترک کرنا گویا ان کی پرستش کرنا ہے۔

پس جب کوئی شخص علم کے باوجود نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے گمراہی کو مقدر فرما دیتا ہے، اور اس کے قلب و سماعت پرمُہر اور بصارت پر پردہ ڈال دیتا ہے کہ نہ تو وہ قبول کرنے کے لیے حق کو سنتا ہے اور نہ ماننے کے لیے حق کو دیکھتا ہے۔

2: الف۔تمام گناہوں سے بڑا گناہ کفر و شرک ہے قرآن حکیم میں مشرکین کے عقائد باطلہ کو بیان بھی کیا گیا ہے اور اس کے نتائج بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ یہود کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعے اپنی الہامی کتاب ہدایت توراۃ عطا کی اور اسے مضبوطی سے تھامنے یعنی عمل کرنے کا حکم دیا مگر انہوں نے اس عہد کو توڑ کر توراۃ کے احکامات سے منہ موڑا، انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا اور نبی اکرم ﷺ کی نبوت کو ماننے کے بجائے یہ دعوٰی کرنے لگے کہ ہمارے دلوں پر یہودیت کا غلاف چڑھا ہوا ہے لہذا اب ان پر کوئی اور بات اثر نہیں کر سکتی۔ان کفریہ اعمال کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پرمُہر لگا دی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔:

فبما نقضهم ميثاقهم و كفرهم بايات الله و قتلهم الانبياء بغير حق و قولهم قلوبنا غلف بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون الا قليلاo(26)

ترجمہ: پس (انہیں جو سزائیں ملیں وہ) ان کی اپنی عہد شکنی پر اور آیات الٰہی سے انکار (کے سبب) اور انبیاء کو ان کے ناحق قتل کر ڈالنے (کے باعث)، نیز ان کی اس بات (کے سبب) سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف (چڑھے ہوئے) ہیں، (حقیقت میں ایسا نہ تھا) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے باعث ان کے دلوں پرمُہر لگا دی ہے، وہ چند ایک کے سوا ایمان نہیں لائیں گے۔

درج بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود کی نافرمانی اور سرکشی کو اس طرح بیان کیا ہے۔

i۔ نقض عہد: یہود سے وعدہ لیا گیا تھا کہ وہ توراۃ کو مضبوطی سے تھامیں گے اور اس کے احکامات پر عمل کریں گے جیسا سورۃ البقرہ میں ان کے متعلق فرمایا گیا:

خذوا ما آتينكم بقوة و اسمعوا(27)

ترجمہ: اس (کتاب) کو مضبوطی سے تھامے رکھو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے اور (ہمارا حکم) سنو۔

مگر یہود نے اس عہد کو توڑ دیا اور اعلانیہ نافرمانی کی۔قرآن حکیم میں ان کی نافرمانی کو یوں بیان کرتا ہے:

قالو سمعنا و عصينا(28)

ترجمہ: تو (تمہارے بڑوں نے) کہا: ہم نے سن لیا مگر مانا نہیں۔

چنانچہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 55 میں اسی نقض عہد کا ذکر ہے۔ امام طبری لکھتے ہیں:

(ميثاقهم)۔ يعني عهودهم التي عاهدوا الله ان يعملوا بما في التوراة(29)

ترجمہ: ان یہودیوں کا میثاق جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ تورات پر عمل کریں گے۔

ii۔ **کفر بآیات اللہ:** یہود نے اللہ کی آیات کا انکار کیا اور آیات سے مراد وہ معجزات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے اظہار کے لیے انہیں عطا کیے، جیسے نبی اکرم ﷺ کا زندہ معجزہ قرآن حکیم ہے مگر یہود انبیاء علیہم السلام کی صداقت اور عظمت کو ماننے کے بجائے ان کے دشمن ہو گئے۔ امام خازن لکھتے ہیں:

و بجحودهم بآيات الله الدالة على صدق انبيائهه .(30)

ترجمہ: (یہود کا کفر) اللہ کی ان نشانیوں (معجزات) کا انکار تھا جو انبیاء کی صداقت پر دلالت کرتی تھیں۔

امام آلوسی لکھتے ہیں:

و كفرهم بآيات الله اى حججه الدالة على صدق انبيائه عليهم الصلاة والسلام والقرآن(31)

ترجمہ: آیات کے کفر سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے انبیاء کی صداقت پر دلالت کرنے والے واضح دلائل اور قرآن کا انکار کیا۔

(iii)۔ **قتل انبیاء:** یہود جسارت و بے ادبی میں اس انتہا کو پہنچ گئے تھے کہ انہوں نے انبیاء کرام کو قتل کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضرت زکریاؑ اور حضرت یحیٰؑ جیسے عظیم المرتبت انبیاء کو بھی قتل کر دیا۔

امام ابو السعود لکھتے ہیں:

و قتلهم الانبياء بغير حق كزكريا و يحى عليهما السلام(32)

ترجمہ: یہودیوں کا انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنا جیسے حضرت زکریا و حضرت یحیٰ کو قتل کیا گیا۔

(iv) **دلوں کے ملفوف ہونے کا دعویٰ یہود:** یہود دعویٰ کرتے تھے کہ ان کے دل غلاف میں لپٹے ہوئے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے دین کی دعوت ان پر اثر نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کے دلوں کے غلاف میں لپٹے ہونے کے دعویٰ کو رفع کرتے ہوئے فرمایا کہ نقض عہد، کفر بآیات اللہ اور قتل انبیاء جیسے کبائر کے سبب اللہ نے ان یہود کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے کہ اب وہ حق کو قبول ہی نہیں کر سکتے۔

امام ابوالسعود لکھتے ہیں:

لیست قلوبهم کما زعموا بل هی مطبوع علیها بسبب کفرهم(33)

ترجمہ:ان کے دل ایسے نہیں جیسے وہ سمجھتے تھے بلکہ ان کے کفر کے سبب ان پرمُہر لگادی گئی ہے۔

2:ب: کفر کے سبب دلوں پرمُہر لگانے کا ذکر سورہ المنافقوں میں بھی ہے جیسا کہ سورۃ کے نام سے ظاہر ہے کہ اس سورۃ میں منافقین کا ذکر کیا گیا جو مسلمانوں کے سامنے ایمان کا اظہار کرتے اور کفار کے سامنے اپنے قلبی کفر پرفخر کرتے۔سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے:

واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزء ونo(34)

ترجمہ:اور جب وہ (منافق) اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم (بھی) ایمان لے آئے ہیں، اور جب اپنے شیطانوں سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم یقیناً تمہارے ساتھ ہیں، ہم (مسلمانوں کا تو) محض) مذاق اڑاتے ہیں۔

پس اُن کے اس کفر کی وجہ سے اللہ نے اُن کے دلوں پرمُہر لگادی۔سورۃ المنافقون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذلک بانهم آمنوا ثم کفروا فطبع علی قلو بهم فهم لا یفقهونo(35)

ترجمہ:یہ اس وجہ سے کہ وہ (زبان سے) ایمان لائے پھر (دل سے) کافر ہے تو اُن کے دلوں پر مُہر لگادی گئی سو وہ (کچھ) نہیں سمجھتے۔

یعنی منافقین کا کفران کے دلوں پرمُہر لگائے جانے سبب بن گیا۔امام بغوی لکھتے ہیں:

(ذلک بانهم آمنوا)،اقروا با للسان اذا رأواالمؤمنین،(ثم کفروا)اذا خلوا الی المشرکین(فطبع علی قلوبهم)با لکفر(36)

ترجمہ:منافقین نے جب مؤمنین کو دیکھا تو زبان سے ایمان کا اقرار کیا اور جب مشرکین کے پاس گئے تو کفر اختیار کیا،پس ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پرمُہر لگادی گئی۔

پس منافقین کا کفران کے دلوں پرمُہر لگنے کا سبب بن گیا۔

3: قرآن حکیم میں متعدد مقامات پرمسلمانوں کو جہاد فی سبیل للہ کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

و جاھدوا فی سبیله لعلکم تفلحونo(37)

ترجمہ: اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

اور حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ نے جہاد کی عظمت کو یوں بیان فرمایا ہے:

و ذروة سنامه الجهاد(38)

ترجمہ: اور اس (اسلام) کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔

چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور شہید ہونے کو اپنے لیے بہت بڑا اعزاز تصور کرتے تھے، مگر مدینہ میں موجود منافقین دین اسلام کے فواید اور امان حاصل کرنے کے لیے زبان سے ایمان کا اظہار کرتے اور جب انہیں جہاد جیسے مشکل امر کا حکم دیا جاتا تو حیلے بہانے کر کے اعراض کرتے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 19 اور 20 میں تمثیلاً انہی منافقین کا ذکر ہے:

او کصیب من السماء فیه ظلمات و رعد و برق یجعلون اصابعهم فی آذانهم من الصواعق حذر الموت والله محیط بالکافرین oیکاد البرق یخطف ابصارهم کلما اضاء لهم مشوا فیه و اذا اظلم علیهم قاموا ولو شاء الله لذهب بسمعهم و ابصارهم ان الله علی کل شیء قدیرo(39)

ترجمہ: یا ان کی مثال اس بارش کی سی ہے جو آسمان سے برس رہی ہے جسمیں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک (بھی) ہے تو وہ کڑک کے باعث موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں ، اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے۔ یوں لگتا ہے کہ بجلی ان کی بینائی اُچک لے جائے گی، جب بھی ان کے لیے (ماحول میں) کچھ چمک ہوتی ہے تو اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت بالکل سلب کر لیتا، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 42 میں صراحتاً ان کے اعراض عن الجہاد کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لو کان عرضا قریبا و سفرا قاصدا لاتبعوک ولکن بعدت علیهم الشقة وسیحلفون بالله لو استطعنالخرجنا معکم یهلکون انفسهم و الله یعلم انهم لکا ذبونo(40)

ترجمہ: اگر مال (غنیمت) قریب الحصول ہوتا اور (جہاد کا) سفر متوسط و آسان تو وہ (منافقین) یقیناً آپ کے پیچھے چل پڑتے لیکن (وہ) پُر مشقت مسافت انہیں بہت دور دکھائی دی، اور (اب) وہ عنقریب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم میں استطاعت ہوتی تو ضرور تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے، وہ (ان جھوٹی باتوں سے) اپنے آپکو (مزید) ہلاکت میں ڈال رہے ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ وہ واقعی جھوٹے ہیں۔

پس منافقین کی جہاد میں عدم شرکت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔سورہ التوبہ کہ آیت نمبر 87 میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ارشاد ربانی ہے:

رضوا بان یکونوا مع الخوالف و طبع علی قلوبھم فھم لا یفقھونo(41)

ترجمہ: انہوں نے یہ پسند کیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والی (عورتوں، بچوں اور معذوروں) کے ساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی ہے سو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 93 میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے۔

امام ابن کثیر نے منافقین کے دلوں پر مُہر لگائے جانے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔آپ لکھتے ہیں:

(وطبع علی قلوبھم) ای بسبب نکولھم عن الجھاد والخروج مع الرسول فی سبیل اللہ(42)

ترجمہ: اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی یعنی اسکا سبب یہ ہے کہ انہوں نے جہاد اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلنے سے انکار کیا تھا۔

منافقین دنیا میں ایسے مگن ہوئے کہ دنیا کی عارضی زندگی کا سودا کر لیا اور آخرت کو فراموش کر بیٹھے اور اب انہیں اپنے حقیقی نفع اور دائمی نقصان کا بھی اندازہ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر 87 کے آخر میں **فھم لا یفقھون** اور آیت 93 کے آخر میں **فھم لا یعلمون** اسی لیے فرمایا ہے۔امام آلوسی لکھتے ہیں:

(لا یفقھون) ما ینفعھم وما یضرھم فی الدارین(43)

ترجمہ: دنیا و آخرت میں جو چیز انہیں نفع دیتی ہے اور جو نقصان دہ ہے، وہ اسے نہیں جانتے۔

اور امام طبری لکھتے ہیں:

وختم اللہ علی قلوبھم بما کسبوا من الذنوب(فھم لایعلمون) سوء عاقبتھم، بتخلفھم عنک و ترکھم الجھاد معک(44)

ترجمہ: اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کے دلوں پر مُہر لگا دی۔ پس وہ نہیں جانتے کہ آپ ﷺ سے پیچھے رہ کر اور آپ کے ساتھ جہاد ترک کرنے کی وجہ سے ان کا انجام کتنا بُرا ہے۔

پس منافقین کی جہاد میں عدم شرکت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی۔

4۔ دنیا کی زندگی فقط کھیل تماشہ ہے اور اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جیسا قرآن حکیم میں

ارشادِ ربانی ہے:

وما الحیوۃ الدنیا الا لعب ولھو(45)

ترجمہ: اور دنیوی زندگی (کی عیش وعشرت) کھیل اور تماشے کے سوا کچھ ہیں۔

اور آخرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولآخرۃ خیر و ابقیo(46)

ترجمہ: حالانکہ آخرت (کی لذت وراحت) بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ

ترجمہ: اے اللہ! زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔

آخرت کی فکر اور کامیابی کا راستہ دینِ اسلام ہی بتاتا ہے لیکن جو شخص اسلام کو قبول کرنے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کر کے قلباً مرتد ہو جائے تو حقیقتاً اس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دے کر آخرت کا دائمی خسارہ مول لیا ہے، پس ایسے شخص کے قلب و بصارت پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ہ ذلک بانھم استحبوا الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ وان اللہ لا یھدی القوم الکفرین o اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم و سمعھم و ابصارھم واولئک ھم الغفلونo(48)

ترجمہ: جو شخص اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کرے، سوائے اس کے جسے انتہائی مجبور کر دیا گیا مگر اس کا دل (بدستور) ایمان سے مطمئن ہے، لیکن (ہاں) وہ شخص جس نے (دوبارہ) شرحِ صدر کے ساتھ کفر (اختیار) کیا سو ان پر اللہ کی طرف سے غضب ہے اور ان کے لیے زبردست عذاب ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت پر عزیز رکھا اور اس لیے اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر مُہر لگا دی ہے اور یہی لوگ ہی (آخرت کے انجام سے) غافل ہیں۔

پس جب ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی، اعمال صالحہ اور آخرت کی جوابدہی سے مکمل غافل ہو کر دنیاوی زندگی ہی کا اسیر ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی سیاہ کاریوں کی سزا کے طور پر اس کے قلب، سماعت اور بصارت پر مہر لگا دیتا ہے کہ اب اس میں نہ ایمان قبول کرنے کی صلاحیت باقی رہتی ہے اور نہ ہی عملِ صالح کی طرف راغب ہوتا ہے، بلکہ غفلت میں ایسا ڈوب جاتا ہے کہ اسے اپنے دائمی نقصان کا بھی احساس نہیں رہتا۔

امام طبری لکھتے ہیں:

هم القوم الذين طبع الله على قلوبهم، فلا يؤمنون ولا يهتدون، واصم اسما عهم فلا يسمعون داعی الله الى الهدى، واعمى ابصارهم فلا بيصرون بها حجج الله ابصار معتبر و متعظ(49)

ترجمہ: یہ ایسی قوم ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس اب یہ نہ تو ایمان قبول کرتے ہیں اور نہ ہی ہدایت حاصل کرتے ہیں۔اب یہ سماعتوں سے اس انداز میں محروم ہو چکے ہیں کہ داعیٔ دین کی دعوت کو سنتے ہی نہیں اور آنکھوں سے اس طرح نابینا ہو چکے ہیں کہ ان سے اللہ کی نشانیوں کو عبرت اور نصیحت کے لیے دیکھتے ہی نہیں۔

پس کسی بھی شخص کا ارتداد اور آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو ہی ترجیح دینا دلوں پر مُہر لگنے کا سبب بن جاتا ہے۔

5: اللہ تعالیٰ نے مؤمن کی خوبی بیان کی ہے کہ وہ نصیحت سے نفع حاصل کرتا ہے اور اپنی زندگی کو اطاعت وبندگی کے ذریعے سنوار لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وذكر فان الذكرى تنفع المومنين o(50)

ترجمہ: اور آپ نصیحت کرتے رہیں کہ بیشک نصیحت مؤمنوں کو فائدہ دیتی ہے۔

لیکن اس کے مقابل جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیات سے نصیحت حاصل نہیں کرتا اور ان سے نہ صرف اعراض کرتا ہے بلکہ اپنے کیئے گئے اعمالِ بد کو بھی فراموش کر دیتا ہے تو قرآن پاک اس شخص کو سب سے بڑا ظالم قرار دیتا ہے اور آیات سے اعراض کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر پردہ ڈال دیتا ہے کہ وہ حق بات کو سمجھ ہی نہیں سکتا اور اس کی سماعت کو بوجھل کر دیا جاتا ہے کہ وہ حق کو سن ہی نہیں سکتا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ومن اظلم ممن ذكر بايات ربه فاعرض عنها و نسی ما قدمت يداه انا جعلنا على قلوبهم اكنة ان يفقهو ه وفی اذانهم وقرا(51)

ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی نشانیاں یاد دلائی گئیں تو اس نے ان سے روگردانی کی اور ان (بداعمالیوں) کو بھول گیا جو اس کے ہاتھ آگے بھیج چکے تھے، بیشک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اس حق کو سمجھ (نہ) سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ پیدا کر دیا ہے (کہ وہ اس حق کو سن نہ سکیں)۔

اگرچہ یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے تاہم تفہیم کی خاطر اس کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ حسی طور پر نہ تو دل پر پردہ ڈلتا ہے اور نہ ہی کانوں پر کوئی گرانی پیدا ہوتی ہے مگر حق اور نصیحت سے مسلسل اعراض اور روگردانی کی

وجہ سے اب ان لوگوں کے دلوں میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی کہ وہ حق کو قبول کر سکیں اور نہ ہی ان کے کان اس قابل رہتے ہیں کہ حق کو سن کر اس سے استفادہ کر سکیں۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

(وفی اذانهم وقراً)ای صمم معنوی عن الرشاد(52)

ترجمہ: اور ان کے کانوں میں گرانی ہے یعنی وہ معنوی طور پر ہدایت کو سننے سے قاصر ہیں۔

اسی "وقر" کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

(وفی اذانهم وقرا) وهو الثقل الذی یمنعهم من سما ع القرآن سما عاً ینفعهم و یهتدو ن به(53)

ترجمہ: اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور یہ ایسا بوجھ ہے جو انہیں قرآن کو اس طرح نہیں سننے دیتا جو نفع بخش ہو اور جس کے ذریعے وہ ہدایت پا سکیں۔

اللہ کی آیات سے اعراض اور اپنے اعمال بد کو فراموش کر دینا دلوں پر پردہ ڈلنے اور کانوں میں معنوی ثقل پیدا ہو جانے کا باعث ہے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

(1) سورۃ الرعد:7
(2) سورۃ البقرۃ:7
(3) سورۃ البقرۃ:7
(4) محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری،لسان العرب:2096/24
(5) خلیل بن احمد الفراھیدی، کتاب العین:277/8
(6) خلیل بن احمد الفراھیدی، کتاب العین:429/4
(7) خلیل بن احمد الفراھیدی، کتاب العین:206/5
(8) خلیل بن احمد الفراھیدی، کتاب العین:361/1
(9) محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری،لسان العرب:442/1
(10) سورۃ البقرۃ:7
(11) سورۃ النساء:155
(12) سورۃ المنافقون:3
(13) سورۃ الانفال:23
(14) سورۃ المطففین:14
(15) محمد بن یزید ابو عبداللہ القروینی،سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الذنوب،
ج2 ص1418،حدیث نمبر4244
(16) سورۃ المطففین:14
(17) سورۃ لقمان:13
(18) محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن:261/1
(19) اسماعیل بن عمر بن کثیر،تفسیر القرآن العظیم:278/1
(20) محمد بن محمد العمادی،ارشاد العقل السلیم مزایا القرآن الکریم:250/2
(21) فخر الدین محمد بن عمر التیمی الرازی،مفاتیح الغیب:160/16
(22) سید محمود الالوسی،تفسیر روح المعانی:9/6
(23) الحسین بن مسعود البغوی،معالم التنزیل:129/8
(24) سورۃ الذاریٰت:56
(25) سورۃ الجاثیۃ:23
(26) سورہ النساء:155
(27) سورۃ البقرۃ:93
(28) سورۃ البقرۃ:93
(29) محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن:363/9
(30) علی بن محمد شافعی،لباب التاویل فی معانی التنزیل:ج1،جز116/2
(31) سید محمود آلوسی،تفسیر روح المعانی:9/6
(32) محمد بن محمد العمادی،ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم:250/2

(33) ایضاً
(34) سورۃ البقرۃ:14
(35) سورۃ المنافقون:3
(36) الحسین بن مسعود البغوی، معالم التنزیل:129/837 سورہ المائدۃ:35
(38) محمد بن یزید ابو عبداللہ القزوینی، سنن ابن ماجہ : کتاب الفتن ، باب کف اللسان فی الفتنۃ، ج2 ص 1314 حدیث نمبر3973
(39) سورۃ البقرۃ:20,19
(40) سورۃ التوبۃ:42
(41) سورۃ التوبۃ:87
(42) اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم:262/7
(43) سید محمد الآلوسی، تفسیر روح المعانی:256/10
(44) محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن:424/14
(45) سورۃ الانعام:32
(46) سورۃ الاعلیٰ:17
(47) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری: کتاب مناقب الاصصار، باب دعاء النبی ﷺ اصلح الانصار و المہاجرۃ، ج5 ص34، حدیث نمبر3796
(48) سورۃ النحل:106 تا108
(49) محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن:306/17
(50) سورۃ الذاریات:55
(51) سورۃ الکھف:57
(52) اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم:160/9
(53) اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم:22/9